جناب ابرار خٹک *

عصر حاضر اور نصاب

دنیا اس وقت ارتقاء وجدت کے جنون میں مبتلا مذہبی' سیاسی' معاشی اور معاشرتی لحاظ سے ناقابل یقین حد تک کروٹ لے رہی ہے۔ عالمی سطح پر مذاہب ونظریات کا شعوری ٹکراؤ جاری ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ ایک ایسا معاشرہ وجود میں آیا ہے جو بالکل ایک نئی ساخت' فلسفہ حیات اور نام نہاد نظریہ ضرورت کا معاشرہ ہے۔ جس کی بنیاد مذہب' معاشرتی اصول وقواعد اور آفاق گیر دستور حیات پر نہیں بلکہ ایک نئی سوچ' خود ساختہ فکر' مادہ پرستانہ مقاصد وتخیلات اور لامذہب روشن خیالی پر ہے۔ بین الاقوامی سطح پر زندگی کا یہ نیا خاکہ انسانی تہذیب وثقافت سے یکسر مختلف ہے۔ اس میں مادہ پرستی' نمود ونمائش' آزاد خیالی' بے حیائی اور اخلاق سوز روایات کو مرکزی حیثیت حاصل ہے حالانکہ اخلاقی قدروں کو زوال اور غیر اخلاقی قدروں کو دوام ہے۔ مذاہب ونظریات پر تنزل کی دبیز تہہ ڈالنے کی دانستہ مگر مذموم کوششیں کی جارہی ہیں۔ لوگوں کی ایک کثیر تعداد جس کا تعلق ہر مذہب' رنگ ونسل اور قومیت سے ہے اور رنگین' دلکش اور بظاہر خوشحال معاشرے کا حصہ بن رہی ہے۔ جو مذہبی' انسانی' تاریخی' معاشی اور معاشرتی اصولوں سے یکسر مختلف ہے۔ اس معاشرے کو پروان چڑھانے میں مادہ پرست ولادین قوتوں اور مغربی ذرائع ابلاغ کا بہت بڑا کردار ہے۔ جس نے اس وقت دنیا کے تمام براعظموں کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا ہے۔ انسان اپنے بنیادی نظریات سے انحراف کررہا ہے اور ایک غیر یقینی' ناپائیدار' تباہ کن مگر ظاہری طور پر خوبصورت' پرسکون اور جدید معاشرے کا حسن اور حصہ بن رہا ہے۔ ان بلاخیز رنگینیوں اور مسحور کن دلکشیوں نے جہاں زندگی کے ہر شعبے کو متاثر کیا ہے وہاں کسی ملک کا نظام ونصاب تعلیم بھی اس کے اثرات سے محفوظ نہیں۔ اس دلکش مگر کینسر زدہ معاشرے کی آڑ میں مذاہب ونظریات کی ایک بہت بڑی جنگ لڑی جارہی ہے۔ جنون کو خرد اور خرد کو جنون کہنا اس کے حسنِ کرشمہ ساز کا وطیرہ بن چکا ہے۔ تہذیبی' ثقافتی اور معاشرتی رشتے اپنی بقاء کی جنگ لڑ رہے ہیں۔ نئے نئے رجحانات ابھر رہے ہیں۔ ہر زمین میں یہ سوال ابھر رہا ہے کہ آخر اس کا کیا نتیجہ نکلے گا؟ اور عالمی تہذیب انسانی پر مستقبل میں اس کے کیا اثرات مرتب ہوں گے؟ اس سوچ کے ساتھ ہی خوفناک تصورات وخیالات انسانی ذہن کو اپنی لپیٹ میں لے لیتے ہیں۔ سنجیدہ طبقے یہ سوچنے پر مجبور ہوجاتے ہیں کہ آخر مذاہب

* لیکچرار' اقراء کیڈٹ سکول وکالج' جہانگیرہ نوشہرہ

ونظریات کو اس کھوکھلے مگر زُود اثر معاشرے اور سوچ سے کس طرح بچایا جائے؟ جس نے آکاس بیل کی طرح مذکورہ بالا تمام شعبہ ہائے حیات کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا ہے۔

عیسائی معاشرہ تو ایک عرصہ ہوا مذہب کو ثانوی حیثیت دے چکا ہے اور وہاں مادہ پرستی نے مضبوط پنجے گاڑھ کر پورے مغربی معاشرے کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا ہے۔ مگر اس وقت ہمارے لئے مسئلہ اسلام اور اسلامی تہذیب و ثقافت کا ہے، جو آج بھی اپنے شاندار ماضی کی طرح سب سے مقدم ہے۔ لیکن 20 ویں صدی کی انتہائی روح فرسا اور 21 ویں صدی کی ابتدائے بلاخیز نے حالات اور ہواؤں کا رخ موڑ دیا ہے۔ اور اب مغربی مادہ پرستانہ نظریات اور ثقافتی یلغار کا رخ من وعن اسلام کی طرف ہے۔

جس کے اثرات بالواسطہ اور بلاواسطہ مذہب اسلام پر پڑ رہے ہیں۔ جدید ٹیکنالوجی، تعلیم، فیشن، موسیقی، رسم ورواج، لباس، زبان و بیان کے لحاظ سے تغیرات کا وسیع سلسلہ شروع ہو چکا ہے۔ مختلف علوم ونظریات و درسگاہوں کی شکل میں ہم خیال انسانوں کی ایک بہت بڑی ٹیم تیار کی جارہی ہے۔ جس کے لئے امت مسلمہ کی سطح پر بالعموم اور ممالک کی سطح پر (جس میں پاکستان سرفہرست ہے) بالخصوص جانچ پرکھ کا کوئی ایسا مربوط نظام دیکھنے میں نہیں آرہا۔ جو جدید علوم کے نام پر اس ثقافتی یلغار کو روک سکے۔

نصاب تعلیم اگر مذہبی احکامات کے عین مطابق ہو تو نتائج ہمیشہ مثبت نکلتے ہیں اگر اس کے خلاف ہو تو تباہی و بربادی کے سوا کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ جدید سائنس وٹیکنالوجی سے لے کر ہر شعبہ علم کا حصول و ترویج لازمی ہے۔ مگر اس کی بنیاد مذہبی ونظریاتی اصولوں کو مدنظر رکھ کر ہونی چاہیے۔ بقول اکبر الہ آبادی

یوں قتل پہ بچوں کے وہ بدنام نہ ہوتا   افسوس کہ فرعون کو کالج کی نہ سوجھی

اسوقت پاکستان جیسے اسلامی نظریاتی ملک میں بیک وقت مختلف نظام و نصاب ہائے تعلیم رائج ہیں اور اپنے اپنے مقاصد ونظریات کی ترویج و اشاعت کر رہے ہیں۔ غیر ملکی اداروں کی تعداد میں روز بروز اضافہ جبکہ انٹرنیٹ، مشاہداتی و فاصلاتی تعلیم کا رواج تمام ہو رہا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ طلباء کی ایک کثیر تعداد بیرون ملک تعلیم حاصل کر رہی ہے جبکہ کیبل، ٹی وی، ڈش وغیرہ کا استعمال بھی عروج پر ہے۔ ان تمام ذرائع تعلیم و ابلاغ کی موجودگی کے باوجود جانچ پرکھ کا کوئی مربوط نظام موجود نہیں اور بیک وقت مختلف مکتبہ ہائے فکر و ذہن کے انسان پیدا ہو رہے ہیں۔ یوں محسوس ہو رہا ہے جیسے نظام تعلیم نے جنگل کی صورت اختیار کر لی ہو جہاں پر کوئی اپنی پسند اور ضرورت کے مطابق نتائج حاصل کرتا ہے۔ خاردار جھاڑیوں اور بے رنگ بوٹوں کا تسلسل ہے جس میں مجموعی وحدت حسن و دلکشی ناپید ہے۔ کوئی خاص نظام و قاعدہ نظر نہیں آتا کیونکہ نصاب میں یکسانیت کا فقدان ہے۔ ضروری اسلامی احکامات ونظریات کو ہٹا کر نصاب کی ازسرنو تدوین کر کے مذہبی ونظریاتی تعلیم پر مضبوط ضربیں لگائی جارہی ہیں، نصاب معاشرے کے تقاضوں کے ہم آہنگ نہیں۔ مذہبی

واخلاقی صفات پیدا کرنے کی بجائے اخلاق باختگی کا سماں پیدا کیا جا رہا ہے۔ جسے نام نہاد روشن خیال ولبرل ازم کا نام دیا جاتا ہے۔ غیر دانشمندانہ تبدیلیوں کی بنیاد پر من پسند نصاب کی تدوین و ترویج ہو رہی ہے جو پاکستان کی نظریاتی اساس کے لئے خطرے کی گھنٹی ہے۔ مغربی نظام ہائے تعلیم کی اندھی تقلید کر کے مشرقی اقدار کو بے گور و کفن لاش کا روپ دیا جا رہا ہے۔ ان حالات میں یہ کیسے ممکن ہے کہ ہم پاکستان کو ایسا مستقبل دے سکیں جو تمام ایک سوچ، نظریے اور مکتبہ فکر سے تعلق رکھتے ہوں۔ یہ صورتحال نہ صرف اسلامی نظریہ علم وفن کے برعکس ہے بلکہ فرقہ وارانہ مسائل کا سبب بھی بن رہا ہے۔ بلکہ مستقبل میں اس کے اثرات بحیثیت مجموعی نظریئے سے متصادم ہوں گے۔ نصاب و نظام ہائے تعلیم تمام شعبوں کے لئے پاکستان میں غیر ملکی تعلیمی اداروں سے لے کر ملکی اور انفارمیشن ٹیکنالوجی، سائنس وفنونِ لطیفہ تک کی تعلیم کی بنیاد مذہبی، وتاریخی ضروریات کو مدنظر رکھ کر بنائی جائے۔ ان حالات میں ایک جامع اور مستقل لائحہ عمل کی ضرورت ہے تا کہ ایک ایسا نظام بنایا جائے جو قرآن اور قرارداد مقاصد کی روح کے عین مطابق ہو۔ اور جنوبی ایشیا کی سطح پر بالعموم اور عالمی سطح پر بالخصوص اسلام کی بقاء اور سلامتی کا ضامن ہو، تب ہم وہ لوگ پیدا کر سکیں گے۔ جو اقبال کی اس پیشن گوئی اور سوچ کے مطابق ہوں گے۔ جو انہوں نے ہندوستان (موجودہ پاکستان) کے نوجوانوں کے متعلق کی تھی۔

تیری فطرت امیں ہے ممکنات زندگانی کو	جہاں کے جوہر مضمر کا گویا امتحان تو ہے
یہ نکتہ سرگزشت ملت بیضا سے ہے پیدا	کہ اقوام زمین ایشیاء کا پاسبان تو ہے

ہم نے اب نہ صرف پاکستانی تہذیب وثقافت، رسم و رواج اور معاشرت کا تحفظ کرنا ہے بلکہ ۱۴۰۰ چودہ سو سالہ اسلامی تہذیب وثقافت کی بقاء کا فریضہ بھی انجام دینا ہے۔ اس کے علاوہ ایک ارب تیس کروڑ مسلمانوں کے مذہبی، اخلاقی، سیاسی، معاشی ومعاشرتی حقوق کی بقاء اور تحفظ کا ذمہ بھی اٹھانا ہے۔

موجودہ عالمی صورتحال کے پس منظر میں غیر مسلم ممالک کا سائنس وٹیکنالوجی کے ساتھ ساتھ زندگی کے ہر میدان میں مقابلہ کرنا ہے، اور یہ اس وقت ممکن ہے جب ہم اپنی اسلامی خودی بیدار کریں اور اپنے نصاب و تعلیمی مقاصد میں اسلام اور قرآن کے آفاق گیر اصولوں کو مرکزی مقام دیں گے۔

ترقی مذہبی لباس میں ہو تو انسانیت کیلئے باعثِ فلاح ثابت ہوتی ہے اور اگر اس کے برعکس ہو تو مادہ پرستی کی شکل میں انسانوں کی تباہی بن جاتی ہے جس کو ہم آج انسانی قتل عام کی صورت میں پورے کرہ ارض پر دیکھ سکتے ہیں۔

ہمیں اپنے مستقبل کو مغرب کی کھوکھلی اور مادہ پرستانہ تعلیم سے بچانا ہوگا ورنہ پھر ہمارے ہاں بھی مذہب کو مادہ پرستی کے خطرناک وسنگین خطرات سے دوچار ہونا پڑے گا۔ تعلیمی مقاصد میں مذہب کو بنیادی حیثیت دے کر ہم نہ صرف حقوق اللہ اور حقوق العباد کی تعلیم بلکہ زندگی کے اصل مقصد سے بھی اپنے مستقبل اور آئندہ نسلوں کو روشناس کر سکیں گے۔ مشرقی ادب وآداب، رسم ورواج کا تحفظ بھی یقینی ہو سکے گا۔ اور یوں ہم اس قابل ہو سکیں گے کہ ملت

اسلامیہ کے ساتھ ساتھ ارض پاکستان کی سینکڑوں سالہ تہذیب وثقافت کا تحفظ کر سکیں گے۔

ہمیں اپنے مستقبل کے لئے سنجیدگی سے خود سوچنا ہوگا۔ مغربی افکار و نظریات کے خول سے نکل کر اپنی ضروریات واقدار کو پیش نظر رکھنا ہوگا' ورنہ پھر ملتِ اسلامیہ کی نظریاتی وجغرافیائی سرحدوں سے لے کر سرحد کی سنگلاخ چٹانوں' پنجاب کے میدانوں' سندھ کے ریگستانوں اور بلوچستان کے مرغزاروں میں اپنے حقیقی مذہب' تہذیب و ثقافت' اقدار اور روایات کو ڈھونڈتے پھریں گے' اور ہمارے ہاتھ سوائے مایوسی کے کچھ نہیں آئے گا۔ خدا وہ وقت نہ لائے کہ ہم اور ہماری آئندہ نسلیں مسلمانوں کی سینکڑوں سالہ علم و درخشاں تاریخ کے انبار اور بے گور وکفن لاش پر کھڑی ہو کر آنسو بہائیں بلکہ خدا وہ وقت لائے کہ ملت اسلامیہ کا ہر فرد مرد وزن' بچہ بچہ پکار اٹھے کہ

خیرہ نہ کر سکا مجھے جلوۂ دانشِ فرنگ سرمہ ہے میری آنکھ کا خاکِ مدینہ ونجف

الشریعہ اکادمی گوجرانوالہ کے زیر اہتمام

زیر نگرانی
ابوعمار
زاہد الراشدی

دینی مدارس کے باصلاحیت فضلا کے لیے

ایک سالہ خصوصی تربیتی کورس
(۲۰۰۴-۲۰۰۵ء)

☆ **کورس میں شامل مضامین** ○ حجۃ اللہ البالغہ کے منتخب ابواب ○ تاریخ اسلام ○ مسلم افکار و تحریکات ○ تقابل ادیان و مذاہب ○ سیاسیات، معاشیات اور نفسیات کا تعارفی مطالعہ ○ جدید مغربی فکر و فلسفہ ○ حالات حاضرہ ○ روزمرہ سائنس ○ انگریزی و عربی زبانیں ○ کمپیوٹر سائنس ○ مطالعہ اور تحقیق و تصنیف کی تربیت ○ جدید فقہی مسائل ○ اسلامی احکام اور وضعی قوانین کا تقابلی مطالعہ

○ شرائط وضوابط ○

☆ کورس کا آغاز ۱۱ شوال ۱۴۲۵ھ سے ہوگا جبکہ داخلے کے لیے درخواستیں ۱۰ رمضان تک وصول کی جائیں گی۔ ☆ داخلہ ٹیسٹ اور انٹرویو میں کامیابی کی بنیاد پر ہوگا۔ ☆ داخلہ کے لیے کسی تسلیم شدہ وفاق سے شہادۃ العالمیۃ کی سند اور تحقیق و مطالعہ سے مناسبت ضروری ہے۔ ☆ قیام وطعام اور تعلیم کی سہولت اکادمی کی طرف سے بلا معاوضہ فراہم کی جائے گی جبکہ باقی اخراجات طلبہ کو خود برداشت کرنا ہوں گے۔

معلومات کے لیے: مولانا محمد یوسف، (ناظم)
الشریعہ اکادمی، ہاشمی کالونی، کنگنی والا (پوسٹ بکس 331) گوجرانوالہ۔ فون 271741